Al-Mīthāq*Research Journal of Islamic Theology*
ISSN: 2791-0989 P, 2791-0997 E
Volume 03, **Issue** 01, January-June 2024, **PP**: 328-339
Open Access at:https://almithaqjournal.org/

Article QR

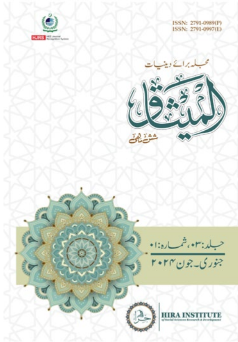

مستشرقین کے مطالعہ سیرت النبی ﷺ سے تعریفی وادبی رجحانات کا خصوصی مطالعہ

A Special Study of the Appreciation and Literary Trends from the Study of the Sīrat-al-Nabī (ﷺ) by Orientalists

1. Dr. Abdul Rahman
onlyimran2010@gmail.com
Lecturer,
Department of Islamic Studies, University of Gujrat.

How to Cite: Dr. Abdul Rahman. 2024: "A Special Study of the Appreciation and Literary Trends from the Study of the Sīrat-al-Nabī (ﷺ) by Orientalists". *Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (01): 328-339.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
29-05-2024	26-06-2024	30-06-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Authors declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

مستشرقین کے مطالعہ سیرت النبی ﷺ سے تعریفی وادبی رجحانات کا خصوصی مطالعہ

A Special Study of the Appreciation and Literary Trends from the Study of the Sīrat-al-Nabī (ﷺ) by Orientalists

1. **Dr. Abdul Rahman**
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat.
onlyimran2010@gmail.com

Abstract:

This article examines the perspectives of non-Muslims on the Prophet Muhammad ﷺ. It argues that while some biased non-Muslim authors have spread misinformation to undermine Islam, many others have recognized and praised the Prophet's character. The article highlights how even his enemies and contemporaries, such as Abu Sufyan (before his conversion) and leaders like Heraclius and Urwah ibn Mas'ud, acknowledged his truthfulness, trustworthiness, and profound influence. The text presents the laudatory views of several prominent non-Muslims from different eras and backgrounds. It cites figures like Thomas Carlyle, Leo Tolstoy, Napoleon Bonaparte, and Mahatma Gandhi, who admired the Prophet's leadership, moral virtues, and transformative impact on society. The article also discusses how the Prophet's teachings on social equality and justice impressed many, including scholars like Arnold J. Toynbee and R. K. Rao. Furthermore, the article identifies three specific trends in non-Muslim writings about the Prophet: a commendatory trend, an academic/scholarly trend, and a literary/poetic trend. It explains that the scholarly trend, which emerged in the 17th and 18th centuries, focused on translating and studying early Islamic texts, leading to a more objective understanding of the Prophet's life. The literary trend, particularly prevalent among some Hindu and Sikh authors, expresses reverence and admiration through prose and poetry. The article concludes that these diverse positive portrayals from non-Muslims testify to the Prophet Muhammad's universal and exemplary character.

Keywords: *Non-Muslim Perspectives, Commendatory trend, Social Equality, Justice, Historical Figures.*

تعارف

حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی تمام انسانیت کے لیے باعثِ رحمت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ نے ہر دور کے انسانوں کو نہ صرف متاثر کیا، بلکہ ان کے اندر انقلابی رجحان پیدا کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے والے نہ صرف کلمہ گو ہیں، بلکہ ایسے بھی بے شمار لوگ ہیں جو کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں کچھ دانشوروں اور مصنفوں نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے بارے میں ایسے گمراہ کن اور جھوٹے مفروضے پھیلائے جس کی وجہ سے غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد میں منفی تصورات رواج پائے۔ اس کی وجہ اسلام کی اشاعت اور پیغمبرِ اسلام کی شان و عظمت کا بلند ہونا تھا جس کو تسلیم کرنا ان کے لیے دشوار کن امر تھا، لہٰذا ان متعصب مصنفوں نے پیغمبرِ اسلام کے خلاف حقائق کو توڑ مروڑ کر غلط الزامات کا جال بچھایا تاکہ لوگوں کو متنفر کیا جا سکے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے حق کو غالب کرنے کے لیے اور باطل کو ختم کرنے کے لیے انہی غیر مسلموں میں سے ایسے لوگوں کو کھڑا کیا جنھوں نے نہ صرف پیغمبرِ اسلام کے بارے میں اچھی شہادت دی بلکہ آپ ﷺ پر لگائے گئے الزامات کا پردہ چاک کیا۔ فرمانِ باری

تعالیٰ ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ[1]

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کے ساتھ بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں۔

حقیقت یہی ہے کہ آپ ﷺ کی سچائی کا اعتراف روزِ اول سے اہل کتاب بت پرست بلکہ آپ ﷺ کے جانی دشمن بھی کرتے آئے ہیں یہاں تک کہ نبوت سے پہلے بھی مکہ کے مشرک نبی اکرم ﷺ کی صداقت وامانت کا اعتراف کرتے تھے۔ ذیل میں ایسے شواہد پیش کیے جاتے ہیں جن کا تعلق سیرتِ طیبہ کے تعریفی رجحان سے ہے۔

حجرِ اسود کی تنصیب

کعبۃ اللہ کی تعمیر میں جب حجرِ اسود کی تنصیب کا معاملہ شدت اختیار کر گیا اور نوبت خون خرابہ تک پہنچ گئی تو اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگلے روز جو سب سے پہلے مسجدِ حرام کے دروازے سے داخل ہو گا اسے وہ اپنے اس جھگڑے کا حکم مان لیں گے۔ قدرتِ الٰہی کہ اگلے دن سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھ کر آپ کی صداقت وامانت کی یوں گواہی دی:

هذا الأمين رضيناه هذا محمد ﷺ[2]

یہ امین ہیں ہم ان سے راضی ہیں، یہ محمد ﷺ ہیں۔

عروہ بن مسعود ثقفی کی گواہی

صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی جب نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور وہاں کے سارے معاملات کا جائزہ لیا تو اس نے ان الفاظ میں محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی مدح سرائی کی:

فَرَجَعَ إِلَى قُرَيْشٍ، فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّي قَدْ جِئْت كِسْرَى فِي مُلْكِهِ، وَقَيْصَرَ فِي مُلْكِهِ . وَالنّجَاشِيّ فِي مُلْكِهِ . وَإِنّي وَاَللّهِ مَا رَأَيْت مَلِكًا فِي قَوْمٍ قَطّ مِثْلَ مُحَمّدٍ فِي أَصْحَابِهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ قَوْمًا لَا يُسْلِمُونَهُ لِشَيْءٍ أَبَدًا، فَرَوْا رَأْيَكُمْ[3]

وہ قریش کی طرف واپس گیا اور کہنے لگا اے قریش کی جماعت! بے شک میں کسریٰ (ایران کا بادشاہ) کے دربار میں گیا ہوں، قیصر (روم کا بادشاہ) کے دربار میں گیا ہوں، نجاشی (حبشہ کا بادشاہ) کے دربار میں گیا ہوں، اللہ کی قسم! جس طرح محمد کی تعظیم ان کے اصحاب کرتے ہیں اس طرح کی تعظیم میں نے کہیں بھی نہیں دیکھی، میں نے (محمد کے ساتھ) ایسے لوگ دیکھے ہیں جو کسی بھی صورت اس کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے، اب تم اپنے معاملے میں غور وفکر کرو۔

ہرقل کی گواہی

نبی اکرم ﷺ نے جب شاہِ روم کی طرف خط لکھا اور اس میں دین اسلام کو ماننے کی دعوت دی گئی تو جب یہ خط ہرقل کی طرف پہنچا تو ہرقل نے سردار ابوسفیان (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں تفصیلی معلومات دریافت کیں اور آخر میں اس نے یوں نبی اکرم ﷺ سے اظہارِ عقیدت کیا:

فإن كان ما تقول حقا فسيملك موضع قدمي هاتين وقد كنت أعلم أنه خارج لم أكن أظن أنه منكم فلو أني أعلم حتى أخلص إليه لتجشمت لقاءه ولو كنت عنده لغسلت عن قدمه[4]

لہٰذا اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا کہ جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں، مجھے معلوم تھا کہ وہ (پیغمبر) آنے والا ہے مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمھارے اندر ہو گا۔ اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو ملنے کے لیے ہر تکلیف گوارا کرتا، اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔

غیر مسلموں میں شروع سے ہی نبی اکرم ﷺ کے بارے میں تعریفی رجحان موجود تھا۔ اسی طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں نے جب سیرت کا مطالعہ کیا تو درست حقائق کی نشان دہی ہونے پر ان کے اندر یہ رجحان پیدا ہوا۔ جیسے سید سلیمان ندوی ایک سکھ سیرت نگار جی سنگھ دارا کے بارے میں لکھتے ہیں:

دارا صاحب نے پیغمبرِ اسلام ﷺ کی سوانح عمری بڑی بے نفسی اور بے تعصبی کے رنگ میں لکھی ہے۔ کتاب کے حرف حرف سے عشق و محبت کے آبِ کوثر کی بوندیں ٹپکتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے کا قلم کسی جوش و خروش کے دریا میں بہتا جارہا ہے۔ میں نے اس کتاب کو شروع سے اخیر تک پڑھا اور ایک رواں کتاب کی حیثیت سے اس کو پسند کیا۔ ممکن تھا کہ یہ کتاب تاریخ کی حیثیت سے اس سے زیادہ بلند پایہ پر لکھی جا سکتی، لیکن یہ ناممکن تھا کہ کوئی نامسلم اس سے زیادہ خلوص و عقیدت کی نذر دربارِ رسالت میں پیش کر سکتا اور یہی اس کتاب کی بہترین خصوصیت ہے۔[5]

ایک سکھ سیرت نگار کا پیغمبرِ اسلام کو خراجِ تحسین پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ کچھ غیر مسلم سیرت نگاروں میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں تعریفی رجحان پایا جاتا ہے۔ راما کرشنا راؤ ایک غیر مسلم ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بہت اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کس قدر بابرکت ہے اور اس سے دنیا میں کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں، وہ لکھتا ہے:

جب آپ ﷺ کا ظہور ہوا عرب ریگستان کے سوا کچھ نہ تھا، محمد ﷺ کی ذاتِ بابرکت کی بدولت ایک نئے جہان کی تخلیق ہوئی، نئی زندگی، نئی تہذیب اور نئی ثقافت نے جنم لیا۔ ایک ایسی ریاست وجود میں آئی جو مراکش سے جزائر ہند تک پھیلی ہوئی تھی اور جس نے ایشیا، افریقہ اور یورپ تین براعظموں کی زندگی اور افکار پر اثرات مرتب کیے۔[6]

راما کرشنا راؤ آگے جا کر نبی اکرم ﷺ کے انسانی مساوات کے اصول و قوانین کا معاشرتی کردار کیا رہا، بیان کرتا ہے:

عالمی برادری اور انسانی مساوات کے جو اصول آپ نے پیش کیے انھوں نے انسانیت کو معاشرتی طور پر سر بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تمام عظیم مذاہب نے اسی نظریے کو پیش کیا، لیکن پیغمبرِ اسلام نے اس نظریے کو حقیقی طور پر عملی جامہ پہنایا۔ اس کی حقیقی قدر و قیمت شاید آئندہ کبھی جب عالمی ضمیر بیدار ہو نسلی تعصب ختم ہو جائیں اور انسانی برادری کا مضبوط تر تصور وجود میں آ جائے تسلیم کیا جائے۔[7]

واقعتاً نبی اکرم ﷺ نے عدل و مساوات کے جو قوانین پیش کیے ایسے قوانین کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ان کو پیش کیا بلکہ ان کو نافذ بھی کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ راما کرشنا راؤ اس انداز میں کرتا ہے کہ یہ محمد جرنیل ہیں، یہ محمد بادشاہ ہیں، یہ محمد سپہ سالار ہیں، یہ محمد تاجر ہیں، یہ محمد داعی ہیں، یہ محمد فلاسفر ہیں، یہ محمد مدبر ہیں، یہ محمد خطیب ہیں، یہ محمد مصلح ہیں، یہ محمد یتیموں کی پناہ گاہ ہیں، یہ محمد عورتوں کے نجات دہندہ ہیں، یہ محمد ولی ہیں، یہ تمام اعلیٰ اور عظیم الشان کردار ایک ہی شخصیت کے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی کے لیے آپ کی حیثیت مثالی ہے۔[8] اس بات میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ نبی اکرم ﷺ جامع الصفات کے مالک تھے۔ آپ ﷺ کے اندر ہر صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔ اس وجہ سے اللہ رب العزت نے ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کو نمونہ قرار دیا ہے۔[9]

سوامی لکشمن پرشاد

"عرب کا چاند" کے مؤلف سوامی لکشمن پرشاد نبی اکرم ﷺ کے امتیازات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ لکھتا ہے کہ:

> دنیا کی ان جلیل القدر ہستیوں میں جن کے اسمائے گرامی ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کیے جاسکتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سید المرسلین، خاتم النّبیین، باعث فخر موجودات، سرور کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم کو کئی اعتبار سے ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ اسی لیے میں نے سب سے پہلے اسی قابل تعظیم، فخر روز گار ہستی کی حیاتِ مطہرہ کے حالات قلمبند کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔[10]

سوامی لکشمن پرشاد کی سیرت نگاری سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ایک منصف اور غیر متعصب سیرت نگار تھے، بلکہ آپ نہ صرف خود تعصب سے احتراز کرتے ہیں بلکہ اپنے ہم عصروں کو بغض و تعصب سے بالاتر ہو کر مطالعہ سیرت کی دعوت دیتے ہیں اور ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور آپ کی ذاتِ بابرکت دنیا کے لیے عالمگیر قرار دیتے ہوئے آپ ﷺ کی تعلیم سے فیض یاب ہونے کا درس دیا۔ مزید آگے لکھتا ہے:

> بہت ممکن ہے کہ میرے بعض متعصب اور تنگ نظر ہم مذہب اس بات پر ناک بھوں چڑھائیں کہ میں اپنے مشاہیر اوتاروں کو چھوڑ کر مسلمانوں کے پیغمبر کو کیوں اس لیے منتخب کیا کہ سب سے پہلے اس کی حیات مطہرہ کے حالات لکھنے کے لیے قلم کو جنبش دی، لیکن میرے نزدیک اس اعتراض کی کوئی وقعت نہیں۔ میری نگاہ میں اسے تعصب اور تنگ نظری کے ایک افسوسناک مظاہرہ کے سوا کسی اور شے سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کی بلند اور نادرہ روز گار ہستیاں کسی خاص قوم اور مذہب کی میراث نہیں ہوتیں۔ بلا امتیاز نسل و رنگ اور بلا استثنائے مذہب وملت ہر شخص پر ان کا احترام فرض اور ان کی بصیرت افروز تعلیم سے بہرہ اندوز سعادت ہونا واجب ہے۔ خود ایسی مایۂ ناز شخصیتوں نے اپنی وسیع النظری کی وجہ سے اپنی تعلیمات و تلقینات سے بنی نوع انسان کو بحیثیت مجموعی فیض یاب کرنے کی کوشش کی۔ اس بارانِ رحمت کی طرح جس کی لطافت طبع کے لیے صحرا اور چمن یکساں ہیں۔[11]

تھامس کارلائل

کارلائل کے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں تاثرات محمد یحییٰ خان اپنی کتاب "پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں" میں لکھے ہیں۔ ان تاثرات کے اہم نکات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

- حضرت محمد ﷺ کی عظمت کو سمجھنے کے لیے ہمیں اپنے تعصبات کو ترک کرنا ہو گا۔
- وقت آگیا ہے کہ ہم اسلام پر لغو الزامات لگانے سے باز آجائیں۔
- یہ طے شدہ امر ہے کہ حضرت محمد ﷺ جاہ طلبی کے جذبات سے بالاتر تھے۔
- حضرت محمد ﷺ بچپن سے بے حد زیرک، عمیق مشاہدے اور عمدہ یادداشت کے مالک تھے۔
- صحرائے عرب کا یہ پاک طینت شخص صداقت اور خلوص کا پیکر جذبہ ہوس اور شہرت طلبی سے کوسوں دور تھا۔
- ایسے شخص کے لیے ہر قل روم کا تاج اور خسرو ایران کا تخت کیا معنی رکھتے تھے جس نے جنت کی لازوال نعمتوں کو اپنا مطمع نظر بنا رکھا ہو۔

- جو لوگ اسلام کے تلوار کے ذریعہ پھیلنے کا دعویٰ کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں یہ تلوار آئی کہاں سے تھی۔[12]

کارلائل کے دور میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں مغربی اندازِ تحریر غیر معقول تھا، بلکہ اس نے برملا اپنے دور تک کے مغربی اندازِ تحریر کو شرمناک قرار دیا اور کہا کہ یہ تصور کہ عرب کے نبی ﷺ ایک منصوبہ ساز بہروپیے تھے یا ان کا دین خرافات کا مجموعہ تھا اب کسی طور پر قابل قبول نہیں۔ جانتے بوجھتے کذب واختراع کا جو طوفان ان کے خلاف اٹھایا گیا ہے وہ مغرب کے لیے باعثِ عار ہے۔[13]

نپولین بوناپارٹ

نپولین لکھتا ہے کہ محمد ﷺ دراصل سردارِ اعظم تھے، آپ نے اہل عرب کو اتحاد کا درس دیا۔ آپ نے ان کے تنازعات اور مناقشات ختم کیے۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ پندرہ سال کے عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کر لی، مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں، بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا گیا، یہ حیرت انگیز کارنامہ تھا، یہ محمد ﷺ کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ یہ سب کچھ صرف پندرہ سال کے عرصے میں ہو گیا۔[14] نپولین کی اس عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ بھی نبی اکرم ﷺ کو مصلح مانتا ہے اور آپ کو فاتح تصور کرتا ہے، جنھوں نے کمال مہارت اور دانشمندی سے جاہل معاشرے کو تہذیب یافتہ بنایا اور یہ سب کچھ انتہائی کم عرصے میں ہوا۔

آرنلڈ ٹوائن بی

ایک اور غیر مسلم مؤلف جو کہ آپ ﷺ کی پر اثر شخصیت کا قائل ہے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے:

> محمد ﷺ نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ اور نسل اور طبقاتی امتیاز کا یکسر خاتمہ کر دیا، کسی مذہب نے اس سے بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد ﷺ کے مذہب کو نصیب ہوئی۔ آج کی دنیا جس ضرورت کے لیے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساواتِ محمدی کے نظریے کے ذریعے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔[15]

کونٹ ٹالسٹائی

اسی طرح روس کے کونٹ ٹالسٹائی نے جو war and peace جیسی مایہ ناز کتاب کا مصنف ہے آپ ﷺ سے اظہارِ عقیدت ان الفاظ میں کیا ہے:

> آپ ﷺ امت کو نورِ حق کے لیے لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن وسلامتی کی دلدادہ ہو جائے، زہد وپاکیزگی کی زندگی کو اپنائے۔ آپ ﷺ نے انسانی خون ریزی بند کی اور دنیا میں حقیقی ترقی اور تمدن کی راہیں کھول دیں۔ ایسے محیر العقول کارنامے صرف ایسی ہی ہستی سرانجام دے سکتی ہے جس کے ساتھ کوئی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہو اور بلاشبہ ایسی ہی ہستی عظمت واحترام کی مستحق ہے۔[16]

کیرن آرم سٹرانگ

کیرن آرم سٹرانگ بھی نبی اکرم ﷺ کو ایک انقلابی شخصیت قرار دیتی ہے۔ آپ ﷺ کی صلاحیتوں اور معاشرتی کامیابیوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتی ہے۔ اس کے مطابق:

> If we could view Muhammad as we do any other important historical figure, we would surely consider him to be one of the greatest geniuses the world has known. To create a literacy masterpiece to found a major religion and a new world power are not ordinary achievements.[17]

اگر ہم حضرت محمد ﷺ کو کسی بھی دوسری اہم تاریخی شخصیت کے تقابل میں دیکھیں تو ہمیں لازمی طور پر انہیں دنیا کی نامور عظیم ترین ذہین شخصیت ماننا پڑے گا۔ عرب قوم کو علم وادب میں یکتا کرنا، ایک عظیم مذہب کی بنیاد رکھنا اور اسے دنیا کی نئی عظیم قوت بنا دینا کوئی معمولی کامیابیاں نہیں ہیں۔

یہ تھے وہ چند اقتباسات جن سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی بھی غیر مسلم نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ تعصب کی عینک اتار کر اور کھلے دل سے کرتا ہے تو وہ بے ساختہ رحمتِ کائنات ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے، لیکن غیر مسلموں کے مطالعہ سیرت کے حوالہ سے جو تعریفی رجحان ہے اس سے کوئی شخص یہ دھوکہ نہ کھائے کہ یہ شخص تو بہت ہی اچھا انسان ہے، بلکہ بعض ایسے غیر مسلم سیرت نگار ہیں جنھوں نے تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ بھرپور تنقید بھی کی ہے اور اپنے مقصد کو ثابت کرنے کے لیے غلط انداز سے حقائق کو پیش کیا ہے۔ بہر حال غیر مسلم سیرت نگاروں نے نبی اکرم ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے جو آپ ﷺ کی ذات کی ہمہ گیری کا ثبوت ہے۔

ادبی وشعری رجحان

سیرت طیبہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر بے شمار مسلم اور غیر مسلم مؤلفین نے قلم اٹھایا ہے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسی زبان ہو جس میں سیرت طیبہ پر کتب موجود نہ ہوں، کیونکہ رحمتِ کائنات ﷺ کی زندگی کو اللہ رب العزت نے ہمارے لیے اسوہ بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہا ہو، غیر مسلموں نے جب سیرت طیبہ کا مطالعہ شروع کیا تو انھوں نے حضور ﷺ پر تنقید کرتے ہوئے آپ کے خلاف بے ہودہ زبان استعمال کی، مسلمانوں نے ان کی متعصبانہ تنقیدات کا بھرپور طریقے سے جواب دیا، بہر حال بعض سیرت نگاروں نے نبی اکرم ﷺ سے عقیدت مندی کا بھی اظہار کیا ہے، اس لحاظ سے انھوں نے کتب سیرت لکھتے ہوئے ادبی وشعری طرز کو اختیار کیا ہے۔ ذیل میں کچھ امثلہ دی جارہی ہیں:

جی سنگھ دارا کا ادبی انداز

ایک سکھ مصنف جی سنگھ دارا نے اپنی کتاب رسول عربی ﷺ میں اپنی عقیدت کے اظہار کے لیے ادبی انداز اختیار کیا ہے۔ وہ آپ ﷺ کی صداقت وامانت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> پھر سچ بولنا کس عمر میں، جب سن ہو چوبیس، پچیس، عین جوانی اور آندھی مستانی اس وقت جوانی کی امنگیں اور شباب کے ولولے اپنی دھن میں بشر کو ایسا اندھا اور بے لگام بنا دیتے ہیں کہ وہ دائیں بائیں نگاہ نہیں کرتا کہ کہاں ہے راہ راست اور کدھر ہے کج روی۔ اسے خبط ہوتا ہے تو بس اک اپنے خیال سے کہ جس طرح بھی ہو خبط پورا ہو جھوٹ موٹ جو بھی بن آئے بناؤ، مگر اپنا جنون نبھاؤ، جوانی ایک بری بلا ہے۔ جوانی کے ندی نالے جب طغیانی پر آ جائے تو بڑے بڑے...پنڈ تو اور دھرم وان کبیشروں کو ان کے سبھی گیان گوشت آگے بہالے جائیں، جوانی کے اس عالم میں صادق القول کہلانا بشر کے مقدور سے باہر ہے اور انسان کی طاقت سے بعید مگر یہاں حقیقت ہی کچھ اور ہے۔ آؤ لوگو! دیکھو یہ طلسم حق ہے۔ اے آنکھوں والو! دیکھو تربیت کے سلسلہ کو درہم برہم نہ کرو اور نہ نکارے کے نور کو اجسام خاک میں نہ ملاؤ۔ آؤ لوگو! اس امین کو دیکھو، یہ امن روپ ہے یہ سندر سروپ ہے، اے کانوں والو! آؤ اس صادق کو سنو، یہ قرآن ہے یہ صداقت کا پیغام ہے۔[18]

اسی طرح جی سنگھ دارا فتح مکہ کے موقع پر رحمت کائنات ﷺ کی رحمت اور عام معافی کے اعلان کا تذکرہ کچھ یوں کرتا ہے کہ

آنحضرت ﷺ شہر کے اندر پہنچ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے قریش! آج انتقام کا دن نہیں ہے، آج روزِ رحمت ہے، جو جو حرکت تم میں سے کسی نے میرے ساتھ یا میری امت کے کسی آدمی کے ساتھ کی وہ شرافت سے دور یا اخلاق سے بعید تھی ہم سب نے اسے بھلا دیا، تم بھی اب اسے بھول جاؤ۔ آج کے دن میں نے تم کو آزاد کر دیا، آئندہ ہر بدی سے پرہیز کرو اور خدا سے مدد مانگو۔ اعلان عام کر دیا کہ کوئی مسلم کسی مشرک سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کرے۔ کہاں تو مکہ ماتم کدہ بنا ہوا تھا یا اب گھر گھر شادیانے بجنے لگے، یکایک سب کے چہروں پر گئی گزری رونق پھر نمودار ہوئی اور خوشی و شادمانی نے پھر واپس اپنی شکل آدکھائی۔ پیغمبر ﷺ کی یہ دریادلی اور خراج حوصلگی دیکھ کر لوگ فریفتہ ہوئے جاتے تھے اور بار بار یہی زبان پر لاتے تھے کہ ہم لوگ تو اتنی دیر بھولے ہی رہے ہمیں کیا علم تھا کہ محمد ﷺ مجسم رحمت ہیں۔[19]

سوامی لکشمن پرشاد کا اظہارِ عقیدت: ادبی انداز میں

سوامی لکشمن پرشاد نبی اکرم ﷺ کے دنیا میں آنے کو ادبی انداز میں بیان کرتے ہوئے اپنی عقیدت کا اظہار یوں کرتا ہے:

> آخر وہ روز سعید اور مبارک گھڑی آپہنچی جس کے انتظار میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بے تاب تھا۔ بہار ابھی کم سن تھی، باغ وراغ کے اندر قافلہ گل آپہنچا تھا، حد نظر تک زمین کا دامن پھولوں سے پٹا پڑا تھا۔ نسیم خوشبو سے مہکی ہوئی تھی کہ حضرت عبداللہ کے کاشانہ میں وہ ماہتاب طلوع ہو گیا جس کی ضیا پاشیوں سے شب دیجور کی تاریکیاں اس طرح کافور ہو گئیں جس طرح اس کی علمی نور افشانیوں سے آگے چل کر جہالت کی تاریکیاں دور ہو جانے والی تھیں۔[20]

اسی طرح لکشمن پرشاد نے نبی اکرم ﷺ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت، ہمدردی اور احترام کا تذکرہ اپنے مخصوص انداز میں کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ ﷺ نے ام المومنین کی حین حیات میں دوسرے نکاح کا نام تک نہیں لیا۔ اس پیرانہ سال بڑھیا پر جس کا گلشن شباب پامال عمر ہو چکا تھا۔ ہزار جان سے فریفتہ رہے۔ روحانی محبت کا یہ وہ گلشن ہے جس کے پھولوں میں نفسانیت کی بو نہیں پا جاتی، سن و سال کا تفاوت اسی وقت کوئی معنی رکھتا ہے جب طرفین ایک دوسرے سے نفسانی لطف و مسرت کے خواہاں ہوں۔ جب ازدواجی زندگی کو عیش و نشاط کی طلسمی زندگی نہیں بلکہ فرائض کی ایک ناقابل شکست زنجیر تصور کیا جاتا ہے تو زوجین کی روحیں فرط محبت سے باہم ممزوج ہو جاتی ہیں اور یہ اتصال قلبی لافانی ہوتا ہے۔ پینسٹھ سال کی عمر میں خدیجۃ الکبریٰ اپنے بہترین شوہر کو ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گئیں اور ایک گوشۂ زمین میں ابدی نیند جا سوئیں۔ مگر ان کے دلنواز شوہر کے دل کی عمیق ترین گہرائیوں میں جو جذبات محبت ان کے لیے موجود تھے وہ ان کے جسم کے ساتھ مدفون نہیں ہو گئے، بلکہ انھوں نے ہمیشہ آپ کے دل کو محشر شان بنائے رکھا۔ ان کا فداکار محبت اور شیریں کار عشق کے نقوش ہمیشہ آپ کے لوح دل پر مرتسم رہے۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا انقلاب اور زمانے کی کوئی بڑی سے بڑی گردش ان کو مٹانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔[21] یہ انداز ایک غیر مسلم کی آپ ﷺ سے عقیدت و احترام واضح کرتا ہے اور حق بھی یہی ہے کہ تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جو کوئی بھی سیرت کا مطالعہ کرے وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات اعلیٰ ترین اوصاف و کمالات کی جامع تھی۔

شعری رجحان

غیر مسلم ہندو شعراء نے مذہب اسلام کے عظیم قائد حضرت محمد ﷺ کی سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے اور ان میں بالخصوص آپ ﷺ کے شمائل و اخلاق عالیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ بخشی شوری لال اختر امرتسری کے اشعار ہیں کہ:

دیکھی ہے کہیں صورت زیبائے محمد — پھرتا ہے نظر میں قد رعنائے محمد
قربان تصور کے کہ پھرتی ہے شب وروز — آنکھوں میں مری صورت زیبائے محمد
آنکھوں میں لگالوں میں اسے سرمہ سمجھ کر — مل جائے اگر خاک کو پائے محمد
ہیں کون ومکاں جلوہ پر نور سے روشن — پھیلی ہوئی ہر سو ہے تجلائے محمد
پھر بھول کے وہ نام نہ لے حور وجنان کا — دیکھے جو کوئی صورت زیبائے محمد
روتا ہوں بہت سرو گلستان سے لپٹ کر — یاد آتا ہے جب وہ قد رعنائے محمد
لے چل سوئے یثرب مجھے اے شوق مدینہ — دیکھوں میں وہاں حسن دلارائے محمد
کیوں نام محمد نہ ہو ہر وقت زبان پر — ہے سر میں سمایا ہوا سودائے محمد
کیوں کر نہ جہاں میں ہو امر ارتبہ عالی — میں اختر نہ چیز ہوں شیدائے محمد [22]

اسی طرح برجموہن نے اشعار کے ذریعے سے حضرت محمد ﷺ کی سیرت بیان کی کہ کس انداز میں آپ ﷺ نے امت کو وحدت، محبت، پاکیزگی اور نیکی کا درس دیا ہے، کہتا ہے:

سبق دنیا کو وحدت کا دیا حضرت محمد نے — دوئی کو دور ہر دل سے کیا حضرت محمد نے
اٹھا کر بیگانگی ہر دل کے چہرے سے — انہیں رنگ آشنائی کا دیا حضرت محمد نے
سبق پاکیزگی کا اور نیکی کا دیا سب کو — بڑا احسان دنیا پر کیا حضرت محمد نے
شریک درد مظلوماں، انیس حال محروماں — دل ایک عالم کا ہاتھوں میں لیا حضرت محمد نے
وہ حسرت اور پریشانی وہ وحشت اور پشیمانی — گریبان چاک تھا آکر سیا حضرت محمد نے
کہا ہر اک کو ہمسائے سے الفت، محبت کر — دل آزاری سے بچ، فرمایا حضرت محمد نے [23]

اسی طرح محمد یحییٰ خان نے اپنی کتاب پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں مہاراجہ سر کشن پرشاد شا، لالہ رام سروپ شید، جگن ناتھ آزاد، لالہ چھنومل نافذ دہلوی، چودھری دلورام کوثری، لالہ چندی پرشاد شیدا، لالہ لال چند فلک، منشی پیارے لال رونق دہلوی، ماسٹر باسط بسوانی، پنڈت جگن ناتھ پرشاد آنند، شیام سندر، رانا بھگوان داس اور ہری چند اختر ان تمام کے حوالہ سے نبی کی سیرت کے بارے میں تعریفی کلمات اور ان کی اظہارِ عقیدت جو انھوں نے شعروں میں کی تفصیلاً اشعار میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔[24] مندرجہ بالا دلائل سے یہ واضح ہوا کہ ادبی اور شعری رجحان زیادہ تر غیر مسلم ہندو سیرت نگاروں کے ہاں پایا جاتا ہے ان میں زیادہ تر سیرت النبی ﷺ کے مثبت اعترافات کا پہلو غالب ہے۔ انھوں نے مقامِ نبوت اور آپ ﷺ کے کارناموں کو ادبی اور نعت گوئی کے قالب میں ڈھالا ہے جن میں بالخصوص نبی اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ، سادگی، عدل وانصاف اور مساوات کی تعلیمات کا پہلو غالب نظر آتا ہے، نبی اکرم ﷺ پر الزام تراشی اور تنقید کا پہلو کم ہی نظر آتا ہے، البتہ کچھ فکری کمزوریاں موجود ہیں۔

علمی رجحان

غیر مسلموں نے سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں اپنے طریقہ کار کو بدلا۔ بے پناہ علمی سرمایہ کی حفاظت، ترتیب و تدوین اور اس کی اشاعت کا بندوبست کرنے کے لیے ان لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ اسی طرح مسلمانوں نے جو کتابیں لکھیں ان کتابوں سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے ان کتابوں کی فہارس مرتب کیں، ان پر حاشیے لکھے اور ان کے اشاریے مرتب کیے۔ ان کی کوششوں

سے بہت سے نادر اسلامی مخطوطات جو صدیوں سے زوال پذیر تھے نشر و اشاعت سے آشنا ہوئے اور ان کی کوششوں سے مسلمانوں کو فائدہ ہوا۔ سید ابو الحسن علی ندوی ان لوگوں کی علمی و تحقیقی کاوشوں کا ذکر اس انداز میں کرتے ہیں:

> اس حقیقت کا اعتراف ایک صاحب علم کا علمی و اخلاقی فرض ہے کہ متعدد مستشرقین نے اسلامی علوم کے مطالعہ میں اپنی ذہنی و علمی صلاحیتوں کا فیاضانہ استعمال کیا، انھوں نے اس کام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں، ان میں سے بہت سے فضلاء نے مشرقی اور اسلامی علوم کا موضوع سیاسی، اقتصادی اور مشنری اغراض و مقاصد کے ماتحت نہیں بلکہ محض شوق علم اور جذبہ بحث و تحقیق کی خاطر اختیار کیا اور اس کام میں خاصی جگر کاوی اور دیدہ ریزی کا ثبوت دیا، یہ ہٹ دھرمی اور ناانصافی ہو گی کہ ان کے اس پہلو کا اظہار و اعتراف نہ کیا جائے، ان کی کوششوں سے بہت سے نادر اسلامی مخطوطات جو صدیوں سے سورج کی روشنی سے محروم تھے نشر و اشاعت سے آشنا ہوئے اور نادان و نااہل وارثوں کی غفلت اور کرم خوردگی سے بچ گئے، کتنے علمی ماخذ اور اہم تاریخی دستاویزیں اول اول انہی کی کوششوں اور علمی دلچسپی اور شغف کے نتیجہ میں منظر عام پر آئیں جن سے مشرقی دنیا کے علماء و محققین کی آنکھیں روشن ہوئیں اور ان کا علم و تحقیق کا کام آگے بڑھا۔[25]

یورپ کی جدوجہد اور حریت و آزادی کا دور 17 ویں اور 18 ویں صدی سے شروع ہوتا ہے۔ حقیقت میں اسی دور میں نادر الوجود عربی کتب کے تراجم کر کے ان کو شائع کیا گیا۔ عربی زبان کے مدارس علمی و سیاسی اغراض سے قائم کیے گئے اور اب وہ زمانہ قریب آ گیا تھا کہ یورپ اسلام کے متعلق خود اسلام کی زبان سے کچھ سن سکا۔ اسی دور میں ماضی کے تراشے ہوئے افسانوں کی شدت کے ساتھ نفی کی گئی اور سیرت النبی ﷺ کی بنیاد عربی زبان کی تصانیف پر قائم کی گئی۔ اسی دور میں عربی زبان کی تاریخی تصنیفات کا ترجمہ کیا گیا۔ ڈاکٹر ویل (G.Weil) نے سیرت ابن ہشام کا جرمنی میں ترجمہ کیا۔ رسک (Reiske) نے تاریخ ابو الفداء مع ترجمہ ولاطینی حواشی 5 جلدوں میں کیا۔ پروفیسر ڈی۔ مانیارڈ (D.Marneyad) نے مسعودی کی تاریخ مروج الذہب کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی غیر مسلم سیرت نگاروں کے علمی کام کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> برطانوی مستشرق مارسڈن جونس (Marsden Jones) نے واقدی کی کتاب المغازی کا ترجمہ کیا جسے آکسفورڈ یونیورسٹی نے 1966ء میں شائع کیا۔ اسی طرح ڈی گویج۔ ایم۔ جے (De Goeje) نے تاریخ طبری (تاریخ الرسل والملوک) کا ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس ضخیم کتاب کو اپنے ترجمہ اور تحقیق کے ساتھ شائع کیا۔ اسی طرح ٹورنبرگ (م 1878ء) نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ابن اثیر کی کتاب الکامل فی التاریخ کا ترجمہ اور تحقیق کا کام کیا، وغیرہ وغیرہ۔[26]

غیر مسلموں نے علمی رجحان کو پروان چڑھانے کے لیے باقاعدہ جداگانہ ادارے قائم کیے، تاکہ تعلیم گاہوں سے باہر بھی اپنے تحقیقی سفر کو جاری و ساری رکھا جاسکے۔[27] جب یورپ میں مطالعہ سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے علمی رجحان کا آغاز ہوا۔ علوم اسلامیہ کے مطالعہ کی بدولت گو مخالفت ختم نہیں ہوئی لیکن کمی ضرور پیدا ہوئی، نبی اکرم ﷺ کے چند اوصاف حمیدہ کو تسلیم کیا جانے لگا، ان کو تقریروں اور تحریروں میں بھی واضح کیا جانے لگا، جس کی بدولت کچھ لوگ حق و انصاف کی طرف مائل ہونے لگے، گویا کہ اس فکر نے ایک نیا موڑ پیدا کیا۔ تاہم اس حوالے سے ایک بات لازماً ذہن نشین رہنی چاہیے۔ پیر کرم شاہ الازہری نے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے کہ اس قسم کی کتب کا مطالعہ کرتے وقت ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ کتب ان لوگوں نے تیار کی ہیں جن کا مقصد کبھی بھی اسلام کی خدمت

نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مسلمان ان کتابوں میں مذکور ہر بات کو بلا تحقیق تسلیم کرنے سے احتراز کریں اور ہر بات کو اسلام کی روایت اور درایت کے اصولوں پر پرکھ کر اس کو قبول یا رد کرنے کا فیصلہ کریں۔[28]

حاصلِ بحث

مذکورہ بحث کے حاصلات اور نتائج درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کیے جاسکتے ہیں:

- سیرت النبی ﷺ کا غیر متعصب مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ اعلیٰ اوصاف کی جامع اور عزم وہمت کا استعارہ تھی۔
- غیر مسلمین کی طرف سے آپ ﷺ کی مدح سرائی کا سلسلہ عہدِ رسالت سے چلا آرہا ہے۔ آپ ﷺ کے دور کے مختلف غیر مسلم افراد کی شہادتیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔
- ماضی قریب میں بھی متعدد غیر مسلم دانشور اور مفکرین نے آپ ﷺ کی ذات کو ایک اعلیٰ لیڈر، حکمران، منتظم اور مربی کے طور پر پیش کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کم وقت میں جو اصلاحات کیں اور ریاست کا نظم ونسق جس نہج پر چلایا وہ تاریخ انسانی کا ایک اہم باب ہے۔
- مستشرقین کی جانب سے نظم ونثر دونوں صورتوں میں آپ ﷺ کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔
- گو کہ مستشرقین کی ایک بڑی تعداد کا مقصد دینِ حق کے خلاف سازش اور پروپیگنڈا قائم کرنا ہے تاہم غیر متعصب اور مبنی بر حقائق مطالعہ کرنے والے مستشرقین اس کے برعکس گواہی دیتے نظر آتے ہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو تسلیم کرتے ہیں جس کی بدولت بعض لوگ حق وانصاف کی طرف مائل ہوئے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

1 سورۃ الصف 8:61۔

2 صفی الرحمٰن مبارکپوری، مولانا، **الرحیق المختوم**، (لاہور: المکتبہ السلفیہ، 2000ء)، ص93۔

3 ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، **السیرۃ النبویۃ**، (قاہرۃ: مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر 1999ء)، 2/314۔

4 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، 2015ء)، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 7۔

5 جی سنگھ دارا، **رسولِ عربی ﷺ**، (جہلم: بک کارنر، 1437ھ۔2017ء)، ص16۔

6 راما کرشنا راؤ، **محمد ﷺ پیغمبر اسلام**، مترجم: محمد ایوب منیر، (لاہور: منشورات منصورہ، اگست 2004)، ص3۔

7 محمد یحییٰ خان، **پیغمبرِ اسلام غیر مسلموں کی نظر میں**، (لاہور: نگارشات پبلشرز، سن ندارد)، ص8۔

8 ایضاً، ص17۔

9 سورۃ الاحزاب 21:33۔

10 سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، سن ندارد)، ص25۔

11 ایضاً۔

12 محمد یحییٰ خان، **پیغمبرِ اسلام غیر مسلموں کی نظر میں**، ص75۔

13 عبد القادر جیلانی، ڈاکٹر، **اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مستشرقین کا اندازِ فکر**، (لاہور: بیت الحکمت، 2006ء)، ص163۔

14 یزدانی، محمد حنیف، **محمد رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں**، (لاہور: سبحان پبلیکیشنز، مئی2011ء)، ص21۔

15 طاہر، ستار، **ایک عالم ہے ثناخواں آپ ﷺ کا**، (اسلام آباد: دوست پبلیکیشنز، سن ندارد)، ص27۔

16 قریشی، محمد اسماعیل، **ناموس رسالت ﷺ اور قانونِ توہین رسالت**، (لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، سن ندارد)، ص72۔

17 Karen Armstrong, **Muhammad A Biography of the Prophet**, (UK: Vicotr Gollancz, 1991), P. 52.

18 جی سنگھ دارا، **رسولِ عربی ﷺ**، ص33۔

19 ایضاً، ص100۔

20 سوامی لکشمن پرشاد، **عرب کا چاند**، ص63۔

21 ایضاً، ص88۔

22 چودھری، محمد اسلم، **شعرائے امر تسر کی نعتیہ شاعری**، (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، 1996ء)، ص76۔

23 ایضاً، ص77۔

24 ابو الحسن علی ندوی، مولانا، **اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین**، مترجم: سید سلیمان حسینی ندوی، (لکھنؤ: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، 1982ء)، ص458۔

25 ایضاً، ص11۔

26 سید علیم اشرف جائسی، ڈاکٹر، **تفہیم الاستشراق**، (لاہور: ورلڈ ویو پبلشرز، سن ندارد)، ص122۔

27 عبد القادر جیلانی، **اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مستشرقین کا اندازِ فکر**، ص152۔

28 محمد کرم شاہ الازہری، پیر، **ضیاء النبی ﷺ**، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1418ھ)، 6/190۔